REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS, FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ٭ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ـــ ۲۱

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

شمارہ ـــ ۶

شرح چندہ

سالانہ	۱۰	روپے
ششماہی	۵	روپے
ممالک غیر	۲۰	روپے
فی پرچہ	۲۵	پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۴ ذوالحجہ ۱۳۹۱ ہجری ۱۰ تبلیغ ۱۳۵۱ ہش ۱۰ فروری ۱۹۷۲ء

اخبار احمدیہ

لندن یکم تبلیغ (فروری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ۲۹ صلح (جنوری) کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام ہمام کو ہر طرح خیریت سے رکھے [illegible] صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے اور عمر دراز بخشے آمین۔

قادیان ۳ تبلیغ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی [illegible] نسبتاً بہتر ہے تاہم سابقہ بیماری کے اثرات قائم ہیں کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ کے تمام اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

٭ ـــ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور حالات معمول کے مطابق ہیں۔

قادیان میں سردی کی لہر چل رہی ہے ویسے دو روز سے مطلع صاف ہے اور دھوپ نکلتی ہے ٭

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت اور اہم بالشان اغراض و مقاصد

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح پرور ارشادات کی روشنی میں

> قادیان میں جماعت احمدیہ کا اسّی واں سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۰، ۲۱، ۲۲ تبلیغ (فروری) ۱۳۵۱ ہش / ۱۹۷۲ء منعقد ہو رہا ہے۔ اس عظیم جلسہ کی عظمت و اہمیت اور اہم بالشان اغراض و مقاصد سے کما حقہ استفادہ کرنے کے بارے میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

٭ ـــ "قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں چند روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں، جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت اور عدم موانع تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔

٭ ـــ اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔

٭ ـــ نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔

٭ ـــ ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔

٭ ـــ جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے مغفرت کی جائے گی۔

٭ ـــ تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی .... اور

٭ ـــ اس روحانی جلسہ میں اور بھی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے۔ جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ میسر آجائے گا۔ گویا سفر مفت میسر ہو جائے گا۔"

(آسمانی فیصلہ)

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے

صوبائی الیکشن کے بارے میں ایک ضروری ہدایت

ماہ مارچ کے دوسرے ہفتہ میں ہمارے ملک کے مختلف صوبوں کی اسمبلیوں کے لئے ممبروں کے انتخابات ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے تقسیم ملک کے بعد سے اسی پالیسی پر عمل کیا جا رہا ہے کہ حتی الوسع احباب جماعت کانگرس پارٹی کے حق میں ووٹ ڈالیں۔ اب بھی جماعت احمدیہ اسی حق میں ہے کہ آئندہ ماہ ہونے والے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں احباب جماعت بالعموم حکمران کانگرس اور اس سے متعلقہ پارٹیوں کے حق میں ووٹ ڈالیں۔ سوائے کسی استثنائی صورت کے جس کے لئے مرکز سے اجازت لینا ضروری ہوگا۔

ناظر امور عامہ قادیان

ELECTIONS

As has been notified, the elections to Legislative Assemblies in the country will be held in the second week of March, 1972.

Since the independence of the country, it has been the policy of our Jamaat to support the congress candidates in all elections and this policy has been carried out almost invariably.

On this occasion also, all the members of the Ahmadiyya Community in India are hereby requested to caste their votes in favour of Ruling Congress and its allied parties' candidates. In exceptional cases, however, permission must be sought from this headquarters.

NAZIR UMOOR AMMA

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۰ تبلیغ ۱۳۵۱ ہش

مسلمانوں کو زوال سے بچانے کا حتمی ذریعہ!

حالیہ سیاسی انقلابات نے جس شدت کے ساتھ روئے زمین کے مسلمانوں کو جھنجھوڑا ہے وہ عبرتناک بھی ہیں اور فکر انگیز بھی۔ ایسی صورتِ حال خواہ کیسی ہی پریشان کن کیوں نہ ہو اگر اس کے بعد عبرت پکڑنے اور نصیحت حاصل کرنے کی طرف میلان ہو جائے تو سمجھنا چاہیئے کہ شر، خیر میں بدلنے لگا ہے۔ اور آج نہیں تو کل خیر کا پہلو نمایاں ہو جائے گا۔ اس زبردست جھنجھوڑے سے مسلمانوں میں گو پورے طور پر تو نہیں لیکن کسی حد تک فکری لحاظ سے اِس سمت کچھ حرکت ضرور ہوئی ہے۔ سنجیدہ طبائع سوچنے لگی ہیں کہ وہ کونسا بنیادی سبب ہے کہ دن بدن مسلمانوں کا قدم زوال کی طرف ہی اٹھتا ہے۔ اور ساتھ کے ساتھ اس امر کا بھی جائزہ لینے لگے ہیں کہ جن ہستیوں کی نسبت ایک لمبے وقت سے مسلمان کچھ اس قسم کی اُمیدیں وابستہ کئے بیٹھے تھے کہ وہ اُنہیں زوال پذیر حالت سے بچا لینے کا ذریعہ بن جائیں گے مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا ایک ایک کرکے سبھی کی کوششیں بے نتیجہ رہیں۔ چنانچہ اسی قسم کا ایک جائزہ اخبار "الجمعیۃ" دہلی میں شائع ہوا ہے۔ جس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں، معاصر رقمطراز ہے:-

"اصلاح و تربیت کے نقطہ نظر سے حالی اور اکبر الٰہ آبادی کی شاعری اپنی مثال نہیں رکھتی۔ مگر مسلمانوں کی عملی زندگی ان شاعروں سے زیادہ متأثر نہ ہو سکی، اُن کی شاعری پر لوگوں نے خوب سر دُھنے، اور مجلسوں کو گرم کیا۔ مگر وہ عوامی رجحانات کا رُخ نہ موڑ سکی۔ پاکستان میں علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں، اور حفیظ جالندھری جیسے شاعر پیدا کئے اور اقبال کی شاعری تو یورپ تک پہنچی۔ اور وہاں کے تنقید نگاروں نے اس کی شرحیں لکھیں۔ لیکن اُن کی شاعری قوم کو بنانے میں ناکام رہی۔ مصر میں بڑے بڑے شاعر پیدا ہوئے شوقی جیسا شاعر عربوں کو ملا۔ کوئی عرب ملک ایسا نہیں جس نے بہترین شاعر نہ پیدا کئے ہوں، عربوں کی گھٹی میں شاعری پڑی ہے۔ اسلام سے پہلے بھی عربوں کی شاعری عروج پر تھی۔ لیکن یہ عربوں کے کام نہ آسکی۔"

"مسلمانوں کو زوال سے بچانے میں نثر تو ناکام رہی۔ شاعری نے بھی کچھ کرکے نہ دکھایا۔ اور نثری اور شعری موضوعات ایک پیشہ بن کر رہ گئے۔"

"ہم مضامین لکھیں، آپ شاعری کرتے رہیں اور سرکاری عملہ رشوت لیتا رہے۔ قوموں کے زوال کو نہ اخبار نویس روک سکتے ہیں اور نہ شاعر جن کو تلامیذ الرحمٰن کہا جاتا ہے۔ پاکستان کے انحطاط کو نہ اقبال کی شاعری روک سکی اور نہ مولانا ظفر علی اور غلام رسول مہر کے جانشینوں کے پُر جوش اداریے۔ وہ تو کوئی اور ہی چیز ہے جو قوموں کو بلند اقبال بناتی اور ملکوں کو بام عروج پر پہنچاتی ہے۔"

(ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی ۱۴ ۲/۲ ص۱)

اگر پیش آمدہ حالات مسلمانوں کے لئے عبرتناک ہیں تو معاصر کا جائزہ بھی کم سبق آموز نہیں ہے۔ رُو بزوال حالت سے نکالنے کے لئے اصلی اور رُوحانی ذریعہ کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے جب شاعروں اور نثر نگاروں کو امام و پیشوا بنا لیا اور اُن سے عروج کی توقعات وابستہ کر دیں تو اس کا نتیجہ وہی ہونا تھا جو ہوا ؎

إذا كان الغراب دليل قوم
سيهديهم طريق الهالكينا

زیادہ قابلِ افسوس بات تو یہ ہے کہ جس کسی نے خیر خواہ بن کر غلطی پر متنبہ کیا اور اصل حقیقت کی طرف متوجہ کیا، یہ حضرات لٹھ لے کر اس کے پیچھے پڑ گئے۔ حالانکہ قرآن کریم عمومی اشارہ دے چکا ہے کہ

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ
(الصّٰفّٰت : آیت ۷۲، ۷۳)

اور اُن سے پہلے بہت سی قومیں گمراہ ہو چکی ہیں اور ہم اُن میں بھی رسول بھیج چکے ہیں۔ مطلب یہ کہ ضلالت و گمراہی پھیل جانے پر مخلوق کو اس سے نجات دلانے کا واحد ذریعہ ارسالِ مرسلین ہی ہے۔

ماسوا اس کے کیا یہ بات نہایت درجہ تعجب انگیز نہیں کہ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ تو یہ کہے کہ

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر: آیت ۱۰)

اور احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی نشأۃ ثانیہ کو مسیح موعود اور امام مہدی کے ساتھ وابستہ بتائیں، اور مفسّرین کرام لیظہرہ علی الدین کلّہ میں اسلام کے بارہ میں دیئے گئے عالمگیر غلبہ کے وعدہ کا ایفاء اسی برگزیدہ وجود کے ذریعہ قرار دیں، مگر آج کے مسلمان، مسلمان کہلاتے ہوئے نہ قرآنِ کریم کی طرف لوٹیں اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کو درخورِ اعتناء جانیں!! بتائیے! یہ لوگ کیسے ایماندار ہوئے اور اُن کی مسلمانی کیا ہوئی؟

یقین جانیئے اس وقت مسلمانوں کو زوال سے بچانے کا حتمی اور بے خطاء ذریعہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور دیکھیں قرآن کریم کیا کہتا ہے:-

فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝
(الذّاریات : آیت ۵۱)

پس تم اللہ کی طرف دوڑو! میں اس کی طرف سے تمہیں بہانگِ بلند ہوشیار کرنے والا بن کر آیا ہوں۔

دیکھا آپ نے، مسلمانانِ عالم اس اصلی رُوحانی ذریعہ کو نظر انداز کرکے جب شاعروں اور نثر نگاروں کے پیچھے دوڑنے لگے تو کیا پھل پایا؟ کھلی ذلت، اور رُسوائی جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا——!!

کاش! مسلمانوں میں زیادہ نہیں تو کم سے کم عبد المطلب کے برابر ہی ایمان ہوتا جبکہ بیت اللہ شریف کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی غرض سے حملہ آور ہونے والے ابرہہ کو انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ أَنَا رَبُّ الْإِبِلِ وَالْبَيْتِ رَبٌّ يَحْمِيهِ۔ میں اُونٹوں کا مالک ہوں اس لئے مجھے اپنے اُونٹوں کی فکر ہے، جو تمہارے فوجی ہانک کر لے گئے ہیں۔ اس گھر کا جو مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ مجھے اس کے لئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ کاش مسلمان آج ایمان باللہ کی بنیادی حقیقت کو دل میں جگہ دیں۔ اور خدا تعالےٰ کی قدرت کے کرشمے دیکھیں——!!

مسلمانوں کے زوال کی داستان طویل بھی ہے اور افسوسناک بھی۔ وہ اُمّت جسے خدا نے "خیرِ امت" قرار دیا، اور اُسے خدا کا پسندیدہ دین ملا۔ جس کی تربیت و اصلاح کے لئے سیّد ولدِ آدم کی بعثت عمل میں آئی۔ جس کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ قرار دیا گیا۔ جن کے اسلاف نے دُنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسلام کا نام روشن کیا۔ اور خود بھی چاند ستاروں کی طرح چمکے، جس نے دُنیا کی تاریخ و تمدّن پر اپنے گہرے نقوش چھوڑے۔ جو کسی وقت دنیا کے سردار اور معلم تھے اور دُنیا والے ان کی قیادت پر فخر کرتے تھے —— مگر آہ! آج انہیں افرادِ اُمّت کے متعلق یہ سوال نہیں کہ وہ زوال پذیر ہوئے یا نہیں۔ بلکہ سوال یہ کیا جانے لگا ہے کہ اُن کو زوال سے بچانے کی بھی کوئی راہ ہے؟ سوال کا پہلو کس قدر دردانگیز کیوں نہ ہو، مگر جواب مایوس کن ہرگز نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آنکھوں پر پڑے دبیز پردوں کو ہٹایا جائے۔ اور کھلے دل و دماغ سے حق بات کو پرکھا جائے خواہ وہ کس قدر کڑوی اور کسیلی کیوں نہ لگے!!

اس میں کوئی شک نہیں امتِ مسلمہ سے جو بیتی یہ سب تقدیر کے نوشتے

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ عید الفطر

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اُمّتِ مسلمہ کیلئے عید کا دن تھا

ہماری عید یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل پر اُس کے شکر گذار بندے بنیں

اسلام کی عید کا سورج طلوع ہو چکا ہے تم یہ دعائیں کرتے رہو کہ یہ غروب نہ ہو جب تک تمام دنیا پر غالب نہ آجائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰ نبوت ۱۳۵۰ ہش (مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۷۱ء) بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

"اللہ تعالیٰ آپ سب کے لئے

اس عید کو مبارک

کرے۔ جو دوست یہاں موجود ہیں اور جو احمدی بھائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی دنیا میں بستے ہیں، وہ جس جگہ بھی ہوں، اُن کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اس عید کو مبارک کرے۔

معدے کی خرابی کی وجہ سے بعض دفعہ دھڑکن (PULPITATION پلپیٹیشن) کا عارضہ ہوجاتا ہے۔ آج بھی بڑا شدید عارضہ ہوا جس کی وجہ سے آپ دوستوں کو انتظار کرنا پڑا۔ دوست دُعا کریں کہ یہ چھوٹے چھوٹے عوارض بھی دُور ہو جائیں۔

ایک مومن باللہ کی عید دراصل وہ زمانہ ہوتا ہے جو اُسے

قبولیتِ دُعا

اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کے ساتھ میسّر آتا ہے۔ رمضان کا تعلق بہت سی ایسی عبادتوں کے ساتھ ہے جس کے نتیجہ میں قرآنِ عظیم کہتا ہے کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ محض اس کے فضل سے اپنی دعاؤں کو قبول ہوتے دیکھتا ہے تو اس کی رُوح میں عید کی خوشیاں مچلنے لگتی ہیں۔ اور اس خوشی کو (جو قبولیتِ دُعا کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔) ظاہری طور پر منانے کے لئے عید کا دن رکھا گیا ہے۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں جو خوشیاں انسان کو میسّر آتی ہیں وہ اپنے ساتھ بڑی ذمہ داریاں لے کر آتی ہیں۔

وہ انسان جو اپنے

ربّ کی معرفت

نہیں رکھتا اور چوپاؤں کی سی زندگی گذار رہا ہوتا ہے اُسے یہ احساس نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت کس طرح اور کس رنگ میں ہر آن اس کو سہارا دیئے ہوئے ہے وہ اگر اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں اور فضلوں کا جو اس پر نازل ہوتے رہتے ہیں ناشکر گذار بن جائے تو اسے ایک سزا ملتی ہے کہ اسے خدا تعالیٰ نے انسان بنایا تھا۔ وہ انسان کیوں نہیں بنا۔ لیکن جس گروہ یا جس فرد کے لئے ایسے سامان پیدا کئے گئے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی یا بہت معرفت اسے حاصل ہو اور عرفانِ الٰہی کے حصول کے لئے سامان اس کے لئے میسّر کئے گئے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس پر

رجوع برحمت

ہو اور اُسے اپنے پیار سے نوازے اور اس کی دعاؤں کو قبول کرے اور وہ خدا کی زندہ صفات کی تجلّیات کا مشاہدہ کر رہا ہو تو اس شخص یا جماعت پر دوہری ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کی منشاء اور خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ! آسمان سے ہمارے لئے ایک مائدہ اتار جو پہلوں کیلئے بھی اور بعد میں آنے والوں کے لئے بھی عید ہو۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایسا مائدہ تو تمہیں دوں گا۔ مگر یاد رکھو

فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّيْٓ أُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ أُعَذِّبُهٗٓ أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ؀ (المائدہ : ۱۱۶)

پھر میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ دُنیا میں اتنا شدید عذاب میں نے کسی کو نہیں دیا ہوگا۔

خدا تعالیٰ کی زندہ تجلّیات دیکھنے کے بعد اُسے بھول جانا یا خدا تعالیٰ کی شناخت کے بعد اُسے فراموش کر دینا موجبِ عذابِ الٰہی ہوتا ہے۔ جس زمانے میں جس قوم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بارش کی طرح نازل ہو رہی ہوں، اُس زمانے میں اس جماعت یا اس جماعت کے کسی فرد کا اپنے پیدا کرنے والے اور بار بار رحم کرنے والے اور پیار کرنے والے ربّ سے قطع تعلق کر لینا، یہ ایک ایسی بات ہے جس کے نتیجہ میں عام عذاب نہیں آیا کرتا۔ اس کے نتیجہ میں تو جیسا کہ قرآنِ کریم کی اِن آیات میں بھی جن کی میں نے تلاوت کی ہے اور بہت سے دوسرے مقامات پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان حالات میں پھر ایسا عذاب نازل ہوتا ہے کہ دُنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ العیاذ باللہ۔

پس جہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے آپ کو اور مجھے اپنے معجزات دکھاتا اور ہمیں اپنے خارقِ عادت پیار سے نوازتا ہے، وہاں ہم پر یہ ذمّہ داری عاید ہوتی ہے کہ

ہم کفرانِ نعمت نہ کریں

ہم اُس کے ناشکرے بندے نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں دوسروں سے بڑھ کر ہم پر ڈالی ہیں، ہم دوسروں سے کہیں زیادہ بشاشت کے ساتھ اِن ذمہ داریوں کو نباہنے والے اور کہیں زیادہ خوشی کے ساتھ اس کی راہ میں قربانیاں دینے والے بنیں۔ پھر یہ عید ایک نہ ختم ہونے والی عید ہے۔ بڑا ہی بے وقوف ہوگا وہ شخص جو یہ کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور آپ کے بعد تین صدیوں تک جیسا کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے امتِ مسلمہ پر کوئی ایسا دِن بھی چڑھا جو عید کا دن نہیں تھا۔ عید کا ہر دن نہیں، دن کا ہر گھنٹہ نہیں، ہر گھڑی نہیں بلکہ ان کا ہر سیکنڈ عید تھا۔ نئی سے

نئی عید

نئی سے نئی رحمتیں، اور اللہ تعالیٰ کا نیا سے نیا پیار اُن کو حاصل ہو رہا تھا۔

پھر وہی عید آگئی ہے، لوگ کریں یا نہ کریں یہ اُن کا کام ہے۔ مگر عید تو آگئی ہے۔ وہ زمانہ پھر عود کر آیا ہے۔ جس میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جو پیار دیا اور اُن کے لئے جو دعائیں کیں اور مصیبت کی گھڑیوں میں اُن کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتوں کو طلب کیا تھا وہ دعائیں قبول ہو چکیں، مہدی ظاہر ہو گیا۔ عیسیٰ دُنیا کی طرف نازل ہو گیا اور آپ اس کی جماعت ہیں۔

پس عید تو آگئی

خدا تعالیٰ کا پیار آپ کو مل گیا۔ آپ کی دعائیں قبول ہونے لگیں۔ آپ میں سے کون ہے جو یہ کہے کہ خدا تعالیٰ کسی مومن کو سچّی خواب نہیں دکھاتا۔ آپ میں سے سینکڑوں

نہیں لاکھوں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ایک نہیں دو نہیں دسیوں بیسیوں بلکہ بعض نے تو سینکڑوں) ہزاروں دفعہ خدا تعالیٰ سے بشارت پا کر ویسا ہی ہوتے دیکھا جیسا کہ پہلے بتایا گیا تھا۔

غرض اپنے اپنے ظرف کے مطابق اور اپنی اپنی استعداد کے لحاظ سے ہر ایک نے وہ کچھ پایا جس کے لئے مہدی کو مبعوث کیا گیا تھا۔ یہ نعمت آپ کو مل چکی ہے۔ عید کا چاند آپ پر طلوع ہو چکا ہے۔

لیکن اگر آپ خود کو اور اپنی نسلوں کو ایسے غضب سے بچانا چاہتے ہیں کہ جس کی مثال خود خدا تعالیٰ کے کہنے کے مطابق دُنیا میں نہیں ملتی تو پھر کفرانِ نعمت کی کوئی گنجائش نہیں۔

مَیں نے ابتداء میں اسی معنے میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کے لئے بھی اور میرے لئے بھی اس عید کو مبارک کرے۔ یہ وہ عید ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے پیار کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ یہ ہماری عید ہے، اللہ تعالیٰ اس عید کو چار چاند لگانے کے لئے اپنی رحمتوں کو اور بھی زیادہ نازل کرے ہماری عید یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے

شکر گذار بندے

بنیں اور اس طرح شکر گذار بندے بننے پر اللہ تعالیٰ کا ردِّ عمل یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اے میرے بندے! تُو نے میری نعمتوں پر شکر کیا مَیں پہلے سے زیادہ تجھے نعمتیں دوں گا۔ اور بندہ کہتا ہے، اے میرے ربّ! مَیں نے عاجزی کے ساتھ اور اپنی تمام کمزوریوں کے ہوتے ہوئے تھوڑا یا بہت تیری نعمتوں کا شکر کیا۔ لیکن مَیں کما حقہٗ تیرا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اے اللہ! تُو کتنا پیارا ہے کہ اس کے باوجود تُو نے مجھے پہلے سے زیادہ نعمتیں دیں۔ مَیں پہلے سے زیادہ بڑی عید تیرے حضور مناؤں گا اور پہلے سے زیادہ تیرا شکر گذار بندہ بنوں گا۔

پس تم یہ دُعائیں کرتے رہا کرو کہ یہ عید جس کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اس عید کا سورج غروب نہ ہو جب تک کہ تمام دُنیا میں اسلام غالب نہ آجائے اور جب تک کہ ہر انسانی دل

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار

کی دھڑکنوں میں دھڑکنے نہ لگ جائے اور ہر انسانی حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات سے حصّہ لے کر زندگی نہ گزار رہی ہو۔

اگر آپ حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جائیں تو پھر یہ عید ہمیشہ آپ کو ملتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل ہمیشہ بارش کی طرح آپ پر نازل ہوتے رہیں گے۔ اس کے فرشتے ہمیشہ آپ کے لئے درود بھیجتے رہیں گے راستے کے کانٹے آپ کو محسوس بھی نہیں ہوں گے۔

شاہراہِ اسلام

پر آپ بشاشت کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے ایسا ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو!

جلسہ سالانہ پر تفسیر صغیر کا تحفہ

حسب ... انتہائی کوشش کی جا رہی ہے کہ جلسہ سالانہ کے بابرکت موقعہ پر تفسیر صغیر کی کچھ جلدیں تیار ہو کر نظارت کو مل جائیں۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ حتی الامکان خریدار دوستوں کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تفسیر صغیر مہیا کی جا سکے گی۔ تا کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تفسیر صغیر خریدنے کی صورت میں احباب کو [illegible] کی بچت ہو۔ احباب دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بابرکت کام کو باحسن طریق پورا فرمائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خطبۂ نکاح

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ ۴ر فتح ۱۳۴۹ ہش مطابق ۴ر دسمبر ۱۹۷۰ء مسجد مبارک ربوہ میں خطبہ جمعہ سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ سیدہ [illegible] صاحبہ بنت مکرم محترم نواب مسعود احمد خان صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ یہ نکاح سات ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم سید محمود احمد صاحب، ابن مکرم ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب لاہور کے ساتھ قرار پایا۔ اس موقعہ پر حضور نے جو مختصر خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ درج ذیل ہے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:-

"خطبہ جمعہ سے قبل مَیں ایک نکاح کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔

یہ نکاح ہمارے پھوپھا حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آف مالیر کوٹلہ اور ہماری پھوپھی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی پوتی کا ہے۔ جو عزیزم سید محمود احمد صاحب ابن محترم ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب سے سات ہزار روپے حق مہر پر قرار پایا ہے۔

قرونِ اُولیٰ میں خصوصاً حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقین کے علاوہ سبھی آدمی واقفین زندگی تھے۔ وہ اپنا کام بھی کرتے تھے لیکن جب اسلام پر حملہ ہوتا تو وہ بے سروسامانی کے باوجود اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار بھی رہتے تھے۔ اس لئے اس وقت اُس آدمی کے دل کی خواہش جو اپنی بچّی کو ایک واقفِ زندگی سے بیاہنا چاہتا ہو پوری ہو جاتی تھی۔ اس میں کوئی تکلیف نہیں تھی۔

لیکن اب وہ زمانہ بدل گیا۔ اس وقت جماعت احمدیہ میں ایسے ہزاروں خاندان ہیں جو واقف ہی ہیں۔ خواہ انہوں نے ظاہری طور پر وقف کیا ہوا ہے یا نہیں۔

مَیں ایسے سینکڑوں دوستوں کو جانتا ہوں جو اپنے کاموں کے علاوہ پانچ پانچ، چھ چھ، سات سات اور آٹھ آٹھ گھنٹے روزانہ جماعتی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ اب جس آدمی نے اپنی زندگی باقاعدہ وقف کی ہوتی ہے ہو سکتا ہے بعض دفعہ وہ بے توجہی کے نتیجہ میں روزانہ جتنا کام کرتا ہے یہ اس سے زیادہ کام کر رہے ہوں۔ لیکن جو نوجوان نسل ہے، اُن کے متعلق حُسنِ ظن بھی ہوتا ہے اور دل میں خوف بھی پیدا ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں سے اکثر کے دل میں (سب کے متعلق تو مَیں نہیں کہہ سکتا) یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اُن کی بچیاں اگر خاندان سے باہر جاتی ہیں تو واقفِ زندگی کے ساتھ بیاہی جائیں۔ انہیں دنیوی دولت اور مال کی طمع نہیں ہوتی۔ بلکہ دل کے اخلاص کی دولت کی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہوتی ہے کہ پوری طرح تسلی نہیں ہو پاتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے اس موقعہ پر مَیں دوستوں سے یہ کہوں گا کہ بہترین تحفہ جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بچّی کے نکاح کے موقعہ پر اس کو پیش کر سکتے ہیں وہ یہ دُعا ہے کہ خدا کرے وہ خود بھی اور اُس کا ہونے والا خاوند بھی حقیقی وقف کی رُوح کے ساتھ زندگی گذارنے والا ہو۔

جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا، یہ شادی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑنواسی اور محترم ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب کے بیٹے کے درمیان سات ہزار روپیہ مہر پر قرار پائی ہے۔

ایجاب و قبول کرانے کے بعد حضور نے فرمایا

"دوست دُعا کریں۔ وہی دُعا جو مَیں نے ابھی بتائی ہے"۔

پھر حضور نے حاضرین سمیت لمبی دُعا کرائی۔

درخواستِ دُعا:- خاکسار امسال ٹی۔ڈی سی۔ پارٹ سیکنڈ (فائنل) کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ یہ امتحان میرے تعلیمی میدان میں کافی اہمیت رکھتا ہے۔ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ، درویشانِ قادیان اور احباب جماعت کی خدمت میں اس امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔

خاکسار میر عبدالحمید یاری پورہ (کشمیر)

رؤیا کی اہمیت اور حقیقت!!

مکرم محمد اجمل صاحب شاھد

رؤیا کی تعبیر میں شیخ عبدالغنی نابلسی نے ایک نہایت ہی عمدہ کتاب تعطیر الانام بزبان عربی تصنیف فرمائی ہے۔ جو تعبیر الرؤیا میں بہت معتبر اور ثقہ ہے۔ اس کے مقدمہ میں آپ نے رؤیا کی اہمیت و مرتبت اور حقیقت کے متعلق بہت جامع نوٹ تحریر فرمایا ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ۔

یعنی انہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ملے گی۔

--------- بعض مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ اس سے مراد سچی رؤیا ہے۔ جسے انسان اس دنیا میں خود دیکھتا ہے۔ یا کسی کو اس کے متعلق دکھایا جاتا ہے۔ اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کی رؤیت ہے۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

یعنی جو رؤیائے صالحہ پر ایمان نہیں لاتا وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی ابتداء سچی خوابوں سے ہوئی۔ اور حضور کوئی خواب نہیں دیکھتے تھے مگر وہ روز روشن کی طرح پوری ہو جاتی تھی۔

حضور علیہ السلام سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ارشاد فرمایا۔

اے ابو بکر میں نے رؤیا میں دیکھا کہ گویا میں اور تم ایک ہی سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں۔ اور میں تم سے دو سیڑھیاں آگے بڑھ گیا ہوں تو حضرت ابو بکر نے کہا' یا رسول اللہ آپ فوت ہو جائیں گے اور میں آپ کے بعد اڑھائی سال تک زندہ رہوں گا۔

اسی طرح روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ گویا میرے پیچھے سیاہ بکریاں آ رہی ہیں۔ اور اس کے پیچھے سفید بکریاں ہیں۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور پہلے عرب آپ کی متابعت کریں گے اور پھر عربوں کے بعد عجمی لوگ آئیں گے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو علم رؤیا سکھا کر آپ پر بہت بڑا احسان کیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

اور فرمایا:۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِىْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

اور اس سے مراد رؤیا کا علم تھا۔ رؤیا کا علم ابتدائے آفرینش سے وہ پہلا علم ہے کہ جسے انبیاء اور رسول حاصل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کی نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب یا وحی کے ذریعہ تھی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل اوائل علوم میں سے علم رؤیا سے بڑھکر کوئی علم نہیں

بعض بے دین لوگوں نے رؤیا کو باطل قرار دیا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ درحقیقت خواب میں سونے والا جو کچھ دیکھتا ہے وہ انسان کے چار مزاجوں کے غلبہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر اس کا مزاج سودائی ہو تو وہ حادثات' تاریکی' خطرات اور ڈراؤنی چیزیں دیکھتا ہے اور اگر اس کا مزاج صفراوی ہو تو وہ آگ' چراغ' خون اور زرد رنگ کی چیزیں دیکھتا ہے۔ اور اگر اس کے مزاج میں بلغمی مادّہ زیادہ ہو تو وہ سفیدی' پانی' دریا اور موجیں دیکھے گا۔ اور اگر اس کا مزاج دموی ہو تو وہ شراب' خوشبو گانے بجانے کے آلات دیکھے گا۔ ان لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ رؤیا کی مختلف اقسام میں سے یہ صرف ایک قسم ہے۔

کیونکہ رؤیا صرف اس پر منحصر نہیں ہے بلکہ یقیناً بعض خوابیں جیسا کہ ان لوگوں کا خیال ہے۔ مزاجی غلبہ کے نتیجہ میں آتی ہیں۔ اور بعض شیطانی ہوتی ہیں۔ اور بعض خیالات کے نتیجہ میں ہوتی ہیں۔ اور یہ سب پراگندہ خوابیں ہیں۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ خوابیں تین قسم پر ہیں۔

(۱) مبشر خوابیں' جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتی ہیں۔ جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

(۲) ڈراؤنی خوابیں جو شیطانی ہوتی ہیں۔

(۳) اور ایسی خوابیں جس میں انسان خود اپنے نفس سے بات کرتا ہے۔ پس شیطان کی طرف سے ڈراؤنی خوابیں باطل اور ناقابلِ اعتبار ہیں اور حدیث صحیح میں ذکر ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ حضور میں نے دیکھا ہے کہ گویا میرا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ اور میں اس کے پیچھے جاتا ہوں تو حضور نے فرمایا کہ شیطانی خوابوں کو مت بیان کرو اور جو رؤیا نفسانی خواہش کے نتیجہ میں ہوتی ہے تو اس کی مثال یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو ایسے شخص کے ساتھ دیکھے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یا جس چیز سے وہ ڈرتا ہے۔ اس کو ہی دیکھے۔ یا وہ بھوکا ہو اور وہ دیکھے کہ وہ کھا رہا ہے یا اس کا پیٹ بھرا ہوا ہے تو وہ دیکھے کہ قے کر رہا ہے۔ یا وہ دھوپ میں سو جائے تو وہ دیکھے کہ آگ میں جل رہا ہے یا اس کے اعضاء میں درد ہے اور وہ دیکھے کہ اس کو عذاب دیا جا رہا ہے۔

باطل رؤیا کی سات اقسام ہیں:۔

(۱) نفسانی وہم۔ ارادہ۔ خواہش اور پراگندہ خیالات (۲) احتلام جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (۳) شیطانی ڈر اور خوف (۴) جن وانس کی طرف سے جادو وغیرہ کا دیکھنا اور اس سے ایسی تکلیف پائے جیسے وہ شیطان سے پاتا ہے۔

(۵) وہ خوابیں جو شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔ اور وہ رؤیا میں شمار نہیں ہوتیں (۶) وہ رؤیا جو مزاج کے اختلاف اور خرابی سے پیدا ہوتی ہے۔ (۷) رؤیا دیکھنے والا اپنے آپ کو گذشتہ زمانہ میں دیکھے جیسے بیس برس قبل دیکھے۔ سب سے صحیح خواب مبشر ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ رؤیا بھی درست ہوتی ہے جب کہ انسان کو سکون و آرام حاصل ہو یعنی عمدہ اور اس سے عمدہ منہ اور اچھی غذائیں کھاتی ہوں

میرے نزدیک جھوٹی خوابوں اور سچی رؤیا کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) رؤیائے صادقہ ظاہرہ

یعنی واضح طور پر سچی رؤیا اور یہ نبوت کا ہی ایک حصّہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

لقد صدق اللہ رسوله الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین

واقعہ یوں ہے کہ جب حضور علیہ السلام حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپؐ صحابہ سمیت مکہ میں امن کی حالت میں داخل ہوئے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ اور قربانیاں کر رہے ہیں۔ اور اپنے سروں کے بال منڈوا یا چھوٹے کر رہے ہیں تو حضور علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بغیر رؤیا کے فرشتہ کے دخل کی بشارت دی گئی تھی۔ اور ایسی خوابوں کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں بیٹے کے ذبح کرنے کے متعلق دکھایا گیا اور جس کا ذکر خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

یا بنیّ انی اری فی المنام انی اذبحك

بعض علماء نے کہا ہے کہ جو شخص واضح رؤیا دیکھتا ہے۔ اسے بڑی خوشخبری حاصل کیونکہ بالکل صاف اور واضح خواب بغیر --- فرشتہ کے واسطے کے صرف خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

(۲) رؤیائے صالحہ

یعنی خدا تعالےٰ کی طرف سے مبشر خواب مگر وہ خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے زجر ہوتی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اچھی رؤیا وہ ہے کہ جس میں کوئی شخص اپنے خدا یا نبی یا مسلمان والدین کو دیکھے صحابہؓ نے دریافت کیا کہ کیا کوئی اپنے رب کو بھی دیکھتا ہے تو حضور نے فرمایا کہ بادشاہ کو دیکھنا کیونکہ حقیقی بادشاہ خدا تعالےٰ ہی ہے۔

(۳) رؤیا کے فرشتہ کی خواب

وہ خواب جو رؤیا کے فرشتہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور اس فرشتہ کا نام صدیقون ہے یہ فرشتہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ام الکتاب سے عطا کردہ علم کے مطابق انسان کو کوئی نظارہ دکھاتا ہے

(باقی صفحہ ۹ پر دیکھئے)

میجر حبیب اللہ شاہ صاحب کا ذکرِ خیر

از مکرم شریف احمد صاحب ایڈووکیٹ

میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب مرحوم حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی تھے اور تقسیم ملک سے قبل لاہور سنٹرل جیل کے علاوہ مختلف جیلوں میں تعینات رہے۔ سید صاحب مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے اور احمدیت کی بدولت آپ ان تمام اوصافِ حمیدہ سے متصف تھے کہ کوئی شخص بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔

جماعت احمدیہ کے افراد شاہ صاحب کو حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا چھوٹا بھائی ہونے کی حیثیت سے جانتے تھے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے نزدیکی نسبتی ہونے کے باعث بھی اکثر احباب آپ کے حالات سے آگاہی رکھتے ہیں۔ اور آپ کا ذکر خیر آپ کی خوبیوں کے لحاظ سے بہت اچھے رنگ میں کیا جاتا ہے۔ اپنے تو تعلقِ خاطر ہونے کی وجہ سے تعریف کرتے ہی ہیں مگر اصل تعریف وہ ہے جو مخالف کی زبان یا قلم سے بیان ہو۔

پچھلے دنوں شورش کاشمیری صاحب کی تازہ تصنیف "پسِ دیوارِ زنداں" نظر سے گذری جس میں شورش کاشمیری صاحب نے تقسیم ملک سے قبل کے ایام اسیری کے واقعات قلمبند کئے ہیں۔ سنٹرل جیل لاہور میں قید کے دوران اس جیل کے سپرنٹنڈنٹ سید حبیب اللہ شاہ صاحب مرحوم تھے۔ مذکورہ کتاب میں متعدد جگہوں پر شاہ صاحب مرحوم کا ذکر خیر نہایت عقیدت سے کیا ہے۔ جس میں شاہ صاحب مرحوم کے کردار کے نہایت خوبصورت پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کا ذکر "دو سید" کے عنوان سے اس طرح کرتے ہیں:-

"سید امیر شاہ جیلر تھے اور میجر حبیب اللہ شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ دونوں خاص خوبیوں کے مالک تھے ... مجھے یہاں تشدد و انتقام کے کئی مرحلوں پر سے گزار کر لایا گیا تھا۔ اور اب تشدد پر کوئی نیا تجربہ کرنا باقی نہ رہا تھا۔ میجر حبیب اللہ شاہ صاحب کا سلوک بہرحال شریفانہ تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ وہ پکے قادیانی تھے۔ ان کی ہمشیرہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے عقد میں تھیں قادیان کے ناظر امور عامہ سید زین العابدین ولی اللہ ان کے بڑے بھائی تھے۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ میں آل انڈیا مجلسِ احرار کا جنرل سیکرٹری ہوں اور احرار قادیانیوں کے حریف ہیں بلکہ دونوں میں انتہائی عداوت ہے۔ میجر حبیب اللہ شاہ صاحب نے اشارۃً کبھی اس کا احساس نہ ہونے دیا۔ انہوں نے اخلاق و شرافت کی انتہا کر دی پہلے دن دفتر میں اس خوش دلی اور کشادہ قلبی سے ملے گویا مدت العمر کے آشنا ہیں۔ انہوں نے مجھے ہسپتال میں رکھا اور اچھی سے اچھی مقوی غذا دینی شروع کی نتیجۃً میری صحت کے بال و پر پیدا ہو گئے۔ اور میں چند ہفتوں میں ہی تندرستی کی راہ پر آ گیا وہ بڑے ہی معقول انسان، حلیم بے حد خلیق اور نہایت درجہ دیانتدار افسر تھے۔ ان کے پہلو میں یقیناً ایک انسان کا دل تھا ان کی بہت سی خوبیوں نے انہیں سیاسی قیدیوں میں مقبول و محترم بنا دیا۔"

(پسِ دیوارِ زنداں صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۰)

ایک اور جگہ "حبیب اللہ شاہ اور ہینڈرسن" کے عنوان سے شورش کاشمیری صاحب رقمطراز ہیں کہ:-

"ایک دن میجر حبیب اللہ شاہ صاحب نے مجھے یاد کیا۔ ان کے دفتر میں گیا تو ہوم سیکرٹری کا ایک خط دکھایا جس میں سردار گوپال سنگھ قومی کے چٹکلے کا ذکر تھا اور اس امر کی ہدایت کی تھی کہ اذان دینے سے ٹیررسٹ وارڈ کے قیدیوں میں جو بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ اس پر قابو پایا جائے۔ انگریزی میں وہ خط ذو معنی زبان میں ہے۔ ایک ... کے کئی مفہوم ہو سکتے ہیں۔ میں نے اور میجر حبیب اللہ شاہ صاحب نے جو مفہوم اخذ کیا۔ وہ یہ تھا کہ اذان دینے کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ پھر جانے یہ خط داخلِ دفتر ہو گیا میجر صاحب نے کوئی توجہ نہ کی نہ ہم نے غور کیا ... لاہور کا ڈپٹی کمشنر ہینڈرسن تھا اس نے ایک دن اس سوال پر ایک ناگوار بات کی میجر صاحب کو غصہ آ گیا ہینڈرسن کو فوراً ٹوکا "آپ نہ اذان یا قرآن کے بارے میں محتاط رہیں میں نہیں روک سکتا" میجر صاحب ہینڈرسن سے الجھ پڑے ایک دفعہ پہلے بھی ہینڈرسن نے حضور کا نام بے ادبی سے لیا تھا تو اس سے الجھے تھے تمام جیل میں ان کی اس حمیت کا چرچا تھا" (صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۰)

آگے چل کر شاہ صاحب کے حسنِ سلوک اور شفقت کا ذکر ایک واقعہ کی صورت میں بیان کرتے ہوئے "چار دیواری سے باہر" کے عنوان میں لکھتے ہیں:-

"آسیر کچھ دیر سیاسی چرچاں سے نکلیں کچھ زنداں میں چلیں اور سوچیں کس حال میں ہیں یارانِ وطن؟ جن بیٹوں کو ہم بچے چھوڑ آئے تھے۔ وہ اب قد آور ہو گئے تھے۔ جن بیٹیوں کو بیاہا نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنے گھروں میں آباد ہو چکیں تھیں۔ اور بعض کئی کئی بچوں کی ماں تھیں۔ کتنی قطار کے تصور سے کئی بار دل میں ہوک سی اٹھتی اکثر چہرے نگاہوں کے آگے گھومنے لگتے ایک دن شاہ صاحب نے پوچھا کے سال سے باہر نہیں گئے ہو"

"یہ چھٹا سال ہے"

"تو پھر باہر کی سیر کا انتظام ہونا چاہیے۔"

"جو آپ کی مرضی ہو"

"منہ کھولو تمہارے دانت خراب ہیں۔ اور نزلہ بھی رہتا ہے میں آج ہی سفارش کر لکھتا ہوں اس بہانے سے سیر ہو جائے گی"

کوئی ہفتہ عشرہ بعد میں دانتوں کے لئے ڈینٹل ہسپتال اور نزلہ کے لئے میو ہسپتال کی اجازت ہو گئی۔ ڈینٹل ہسپتال جیل کے دوسرے سرے پر واقع ہے شاہی مسجد کے قریب میو ہسپتال شہر کے وسط میں ہے۔ تقریباً پندرہ دفعہ ڈینٹل ہسپتال جانا پڑا دانت صاف کروائے کھوڑوں میں چاندی بھروائی۔

میو ہسپتال میں ڈاکٹر ... زیر علاج رہا انہوں نے ناک میں فصد لگائی نتیجۃً گندہ خون اور پیپ بہہ گئی یہ تھا علاج یا لاہور کی سیر و سیاحت کا ایک ذریعہ

(صفحہ ۳۴۸ و ۳۴۹)

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک تعلیم اور جماعتی تربیت سے احمدیت کے درخت میں ایسے ثمریں پھل پیدا ہوئے ہیں۔ جن کی حلاوت کی تعریف دشمن بھی کئے بغیر نہ رہ سکے۔

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ حضرت شاہ صاحب مرحوم اپنے اخلاقِ حمیدہ کے باعث شدید مخالفوں کے دلوں میں بھی اس حد تک گھر کر گئے تھے کہ ایک ربع صدی گزرنے کے باوجود ان کی حسین یاد آج بھی دلوں میں تازہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ احمدی احباب جو سرکاری ملازمت میں ہیں انہیں حضرت شاہ صاحب مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ملے۔ تاکہ وہ احمدیت کے لئے سرمایۂ افتخار ثابت ہوں

احباب جماعت کا عملی نمونہ اس قدر شاندار ہونا چاہیئے تاکہ دیکھنے والے یہ محسوس کریں کہ یہ لوگ ہی جو الٰہی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے

آمین اللّٰھم آمین

○

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(مینیجر بدر)

درخواستِ دعا

خاکسار کی اہلیہ عرصہ دراز سے مختلف عوارض میں مبتلا رہتی ہیں۔ وی جے ہسپتال امرتسر میں گیارہ روز داخل رہنے کے بعد تشخیص ہوئی کہ مریضہ کے گلے میں تکلیف ہے علاج جاری ہے۔ بزرگانِ سلسلہ و احبابِ جماعت کی خدمت میں شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ گیانی عبداللطیف درویش قادیان

احمدیہ مسلم مشن مدراس کی تبلیغی و تربیتی رپورٹ

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

احمدیہ مسلم مشن مدراس کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کا ایک مختصر خاکہ بغرض تحریک دعا درخواست دعا ذیل میں درج ہے :-

کتاب کی اجرائی

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے تعاون سے تامل زبان میں تین کتابیں شائع کئے جانے کی منظوری حاصل ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں پہلی کتاب "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم النبیین ہیں" طبع ہو کر آگئی ہے۔ خاکسار نے اس کی رسم اجرائی عید الاضحیٰ کے دن کی۔ یہ کتاب حضرت مولانا عبد... صاحب فاضل کی تصنیف فرمودہ ہے۔ اس کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن جماعت احمدیہ سیلون نے شائع کیا تھا۔ اب احمدیہ مسلم مشن مدراس کی طرف سے اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ الحمدللہ

واضح رہے کہ اب تک مدراس کی تبلیغی ضرورتوں کے لئے سیلون سے کتابیں اور لٹریچر وغیرہ منگائے جاتے تھے۔ لیکن اب یہ ذریعہ مسدود ہو جانے کی وجہ سے یہ اہتمام کیا گیا ہے پچھلے سال نظارت ہذا ہی کے تعاون سے جماعت احمدیہ میلاپالیم نے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضؓ کی انگریزی تصنیف Where did Jesus die کا تامل ترجمہ شائع کیا تھا جو بفضلہ تعالیٰ بہت مقبول ہوئی اور مختلف تامل اخبارات نے اس پر تبصرہ لکھا اور علمی طبقہ میں اس کے بارے میں خوب چرچا ہوتا رہا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نئی تصنیف شدہ کتاب کو بھی مقبولیت عطا فرمائے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنا دے

رسالہ "راہِ امن"

مدراس سٹیٹ کی مادری زبان تامل ہے۔ اہل زبان حضرات تک بہت ہی محدود رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا جا سکا تھا اس کی ایک وجہ اس زبان میں ہمارے لٹریچرز کی کمی تھی۔ نیز اس زبان میں ہمارا اپنا کوئی رسالہ یا اخبار نہ ہونے کی وجہ سے مخالفوں نے بہت فائدہ اٹھایا یعنی اپنے اخباروں اور رسالوں میں جماعت احمدیہ اور اس کے عقاید کے خلاف زہر افشانی کرتے ہوئے مسلم عوام کو بہت زیادہ ورغلانے اور ان میں جماعت کے خلاف بدظنی اور غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش ہوتی رہی۔

اس کے علاوہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات اور ارشادات سے جو سب کے سب اردو زبان میں ہوتے ہیں تامل جاننے والے احباب بہت حد تک محروم ہوتے تھے۔ نیز مرکز احمدیت سے نکلنے والے اعلانات اور ہدایات بھی صحیح معنوں میں ان تک نہیں پہنچ پاتے تھے۔ ان وجوہات کی بناء پر تامل زبان میں ایک رسالہ کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جاتی تھی

بالآخر خدا تعالیٰ نے احمدیہ مسلم مشن مدراس کو تامل زبان میں ایک ماہنامہ "راہِ امن" کے نام سے شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس رسالہ کی پہلی اشاعت پچھلے سال ماہ مارچ میں ہوئی جو ابھی تک باقاعدگی سے ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ کو شائع ہو رہا ہے۔

اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات و ملفوظات کا اقتباس، حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ عقاید احمدیت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات دیگر علمی مضامین۔ تبلیغی رپورٹیں وغیرہ باقاعدہ شائع ہوتے ہیں۔

یہ رسالہ محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی خاص تائید و نصرت سے اپنوں کے علاوہ غیروں میں بھی بہت مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ ہر ماہ سینکڑوں غیر از جماعت افراد تک یہ رسالہ پہنچتا ہے۔ اس کے توسط سے کئی افراد زیر تبلیغ ہیں جن سے باقاعدہ خط و کتابت جاری ہے اور دیگر لٹریچرز ارسال کئے جاتے ہیں۔

مکرم جناب محی الدین علی صاحب صدر جماعت احمدیہ مدراس اور مکرم خلیل احمد صاحب نائب ایڈیٹر اس رسالہ کے سلسلہ میں دن رات میرے ساتھ ہر ممکن تعاون کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرما دے اور یہ رسالہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ آمین

اجلاسات

مجالس انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے مشترکہ اجلاس ہر ماہ دو دفعہ مکرم محمد رفیق صاحب نائب صدر جماعت مدراس کے مکان میں منعقد کئے جاتے رہے اب احباب جماعت کی سہولت کے پیش نظر شہر کے تین مقامات میں یہ اجلاسات منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا

اس فیصلہ کی روشنی میں پچھلی دفعہ احمدیہ مسلم مشن (کوڑمبکم) میں اور اس دفعہ میلاپور میں مکرم علی محی الدین صاحب کے مکان میں یہ مشترکہ میٹنگ منعقد ہوئی۔

خاکسار کی زیر صدارت مکرم شاہ الحمید صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ اجلاس شروع ہوا۔ عزیز بشارت احمد ابن ڈاکٹر عرفان شاہ صاحب نے ایک انگریزی نظم سنائی۔ یہ نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں

دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

کا ترجمہ ہے۔ اس کے بعد عزیزم عرفان احمد ابن مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام درویش قادیان نے اردو میں اور عزیز بشیر احمد۔ محمد رفیق۔ نسیم احمد رمضان علی نے تامل زبان میں اور برادرم مشتاق احمد صاحب نے انگریزی زبان میں وفات مسیح ناصری کے موضوع پر عمدہ پیرائے میں تقاریر کیں۔ مکرم مشتاق احمد صاحب زیر تبلیغ غیر احمدی دوست ہیں اور ان کا خاندانی تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی صحابی حضرت عبد الرحمٰن المدرکی رضؓ سے ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سلسلہ میں پیش آمدہ تمام رکاوٹیں دور ہوں اور اس طرح حضرت ممدوح کی روح کے لئے تسکین کا سامان ہو۔

اس اجلاس کے آخر میں مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ نے احباب کو خطاب کرتے ہوئے موقع و محل کے مطابق تامل زبان میں ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ خاکسار نے مختصر صدارتی تقریر کے بعد سورۃ الضحیٰ کا درس تامل زبان میں دیا جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔

لجنہ اماء اللہ کے اجلاسات بھی ہر ماہ شہر کے دو مقامات یعنی محترم محمد رفیق صاحب کے مکان میں اور احمدیہ مسلم مشن میں زیر صدارت محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ اہلیہ محترم محمد رفیق صاحب منعقد ہوتے ہیں۔ ان اجلاسات میں اردو اور تامل زبانوں میں ممبرات کی تقاریر ہوتی ہیں بعض اوقات حسب موقع خاکسار بھی پردے کی رعایت سے تربیتی تقریر کرتا ہے۔

درس القرآن

مشترکہ میٹنگوں کے بعد خاکسار باقاعدہ قرآن مجید کا درس تامل زبان میں دیا کرتا ہے

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے "ہجرت طیبہ" کا جو امتحان منعقد کیا گیا تھا اس کے لئے اس کتاب کا درس تامل میں ترجمہ کرکے دیا جس سے خدام نے پورا استفادہ کیا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ مدراس سے امتحان میں شریک ہونے والے ۱۷ افراد میں سے ۱۶ اچھے نمبروں میں کامیاب ہوئے۔ ان میں سے اکثروں نے تامل زبان میں ہی پرچے لکھے تھے۔

انفرادی تبلیغ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہتوں سے تبلیغی گفتگو اور تبادلہ خیالات کرنے اور لٹریچرز تقسیم کرنے کے مواقع میسر آئے ان میں مدراس کے پوڈوپیٹ Pudupet کی جمعہ مسجد کے پیش امام صاحب سے جو اپنے متعلق مدراس کے چوٹی کے عالموں میں سے ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں تبلیغی گفتگو ہوئی۔ اسی طرح یہاں کے جماعت اسلامی کے ایک سرگرم رکن مولوی حیات اللہ صاحب سے بھی طویل گفتگو اور تبلیغ کرنے کا موقع میسر آیا۔

اس سلسلہ میں ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہاں موجودہ عیسائیت سے برگشتہ ایک انجمن پیدا ہوئی ہے جو الوہیت مسیح۔ تثلیث۔ کفارہ وغیرہ عقاید کو غیر بائبلی عقاید گردانتی ہے اور اس کے خلاف آواز اٹھاتی ہے۔ اس انجمن کا نام Makkal Ayikya Manram ہے۔ اس کے سربراہ مسٹر دیوان کا خاکسار کے ساتھ باقاعدہ تعلق اور ربط ہے۔ ان کے توسط سے بہت سے عیسائی دوستوں سے تبادلہ خیالات کرنے اور لٹریچرز تقسیم کرنے کے مواقع میسر آئے نیز جب بھی اس ایسوسی ایشن کی طرف سے کوئی پمفلٹ شائع ہوتا ہے تو اس کے حوالوں وغیرہ کے بارے خاکسار سے مشورے اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں

بیعتیں

خاکسار کے ایک دورے کے موقع پر میلاپالیم میں دو بیعتیں ہوئیں۔ ان میں سے ایک مکرم مولوی محمد علی صاحب مدراس کے ایک عربک کالج کے فارغ التحصیل ہیں جو اپنی زندگی سلسلہ کے لئے وقف کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح مدراس کے ہمالیہ ہائی سکول کے ایک تامل پنڈت مکرم عبد الوہاب صاحب بھی بیعت کر چکے ہیں آپ تامل زبان کے ادیب اور شاعر ہیں۔ بیعت کے بعد سے وہ رسالہ "راہ امن" کے لئے بھرپور ادبی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو قبول کو استقامت بخشے

مدراس میں اپنی جماعت کی کوئی مسجد یا دار التبلیغ نہیں ہے یہاں کی جماعت کے علاوہ مضافات سے بھی کافی احمدی بسلسلہ ملازمت یہاں آتے رہتے ہیں یہاں اپنی مسجد اور دار التبلیغ کی سخت ضرورت ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ غیب سے سامان پیدا فرما کر اس ضرورت کو پورا فرما دے۔ آمین۔

ہستی باری تعالیٰ اور فطرتِ صحیحہ!

از مکرم سید مظہر الدین احمد صاحب احمدی ارکھر پٹنہ

حضرت باری عزّ اسمہ نے انسان کی ارتقاء کے لئے روحانی اور عقلی دو قسم کے قویٰ عطا فرمائے ہیں۔ یہ دونوں ہماری زندگی میں کار فرما ہیں۔ لیکن روحانیت کو معقولات پر فوقیت حاصل ہے۔ حقیقت میں روحانیت ہی انسان کو دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ اگرچہ ذی عقل اور فہم ہونے کی وجہ سے بھی انسان ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اور عقل بہت کام آنے والی چیز ہے۔ لیکن مجرد عقل ارتقاء انسانی کے لئے کافی نہیں۔ جب تک اس کی رہبری کے لئے سامان مہیّا نہ ہوں کیونکہ عقل کا کام توجیہہ اور تحقیق ہے۔ جس کے ذریعہ انسان حسن اور خوبی سے کام سرانجام دے سکتا ہے۔ مگر یہ درست نہیں کہ ہر کام انسان عقل کے ذریعہ ہی کرتا ہے۔ اصل میں جو چیز ہماری رہبری کرتی ہے وہ فطرت ہے چنانچہ انسان فطرتی طور پر ایک امر کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ یا کوئی کام کرتا ہے۔ اور اس میں عقل کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ عقلی طور پر بعد میں اس کی توجیہہ و تحقیق کی جاتی ہے۔ اگر ہر کام کے لئے عقل کی ضرورت ہوتی تو جس انسان میں عقل کم ہوتی ہے۔ یا ہوتی ہی نہیں۔ اس کا جینا محال ہو جاتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حیوانات اور دوسری مخلوقات کو مخصوص فطرتیں عطا فرمائی ہیں۔ تاکہ وہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے بھٹکتے نہ پھریں۔ اسی طرح جہاں انسان کو حیوانات پر حیوانی ضروریات کے تعین اور حصول کے لئے فطرت عطا فرمائی ہے وہاں اس کو اپنا نصب العین حاصل کرنے کے لئے بھی روح عطا فرمائی جس میں فطرتی طور پر اسکی رہبری کے سامان مرکوز ہیں اور ساتھ عقل بھی بخشی ہے۔ تا ان فطرتی تقاضوں اور روحانی تاثرات کو احسن طریق سے سرانجام دے سکے اس لئے سلامتی اسی میں ہے کہ عقل روح اور فطرت کے مطابق اور تابع ہو کر کام کرے۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ انسانی عقل ایک ایسے عمل یا نظریہ کو اپنا نصب العین قرار دے لے جو کہ اس اصل و قوانین کے خلاف ہو جنہیں مالک حقیقی نے اس کارگاہ فطرت میں جاری فرمایا ہے۔ انسانی عقل چونکہ غلطی بھی کرتی ہے۔ اور دھوکہ بھی دے سکتی ہے

اس لئے مجرد عقل پر بھروسہ کر لینا خطرہ سے خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس واسطے کہ انسان گمراہی اور ہلاکت سے بچ سکے اسے ایک حِسّ عطا فرمائی ہے۔ جو اسے اس کے اعمال اور معتقدات کی صحت کے متعلق شروع ہی سے آگاہ کر دیتی ہے۔ یعنی نفسِ لوّامہ جس کا مرکز انسان کا دل ہے۔ ہر انسانی عقل کے متعلق جو کہ فطرتِ صحیحہ یعنی روحانیت کے مطابق ہو بشاشت اور طمانیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہر ایسے فعل یا عقیدہ پر جو کہ فطرت کے مخالف ہو ملامت اور بے اطمینانی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس پر کاربند ہوتے میں تعاون نہیں کرتا۔

علم میں سائنس ایک عقلی علم ہے۔ جس کی بنیاد مادّی مشاہدات اور طبعی مظاہرات پر ہے۔ لیکن اس میں روحانی تاثرات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ گو علم النفس کے ماتحت ذہنی طور پر بعض تجربات کئے گئے ہیں مگر چونکہ روحانیت کو تفوق حاصل ہے۔ اس لئے ہستی باری تعالیٰ کے سائنٹفک دلائل اور اس کے ثبوت میں مشاہدات پیش کرنے سے قبل ایک زبردست روحانی دلیل پیش کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ عقلی طور پر بھی غور کیا جائے تو صحیح نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اس کائنات کا بنانے والا ایک قادر و علیم و حکیم وجود ضرور ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ

(سورت عنکبوت)

یعنی۔ اگر تو ان منکروں سے دریافت کرے کہ پھر اتنا بڑا کارخانہ جو آسمانوں اور زمین پر مشتمل ہے۔ کس نے پیدا کیا؟ اور وہ کون ہے جس نے ایک محکم نظام اور کامل حکمت کے ماتحت سورج اور چاند اور ان گردش کرنے والے ارضی و سماوی کو کام پر لگایا؟ تو ان کو کہنا پڑے گا کہ یہ سب کچھ خود بخود نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا پیدا کرنے والا خدا ضرور موجود ہے۔

چنانچہ عقلی لحاظ سے خواہ انسان کارگاہ فطرت کا سطحی مطالعہ رکھتا ہو۔ یا اس کائنات کے کامل نظام اور نہاں در نہاں حکمتوں کے اسرار و غوامض کا فلسفہ اور سائنسدانوں کی طرح عمیق در عمیق مشاہدہ کرتا چلا جائے ہمیشہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اگرچہ عقلِ انسانی اس کائنات کی حقیقت معلوم کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن اس سے یہ بات ضرور ظاہر ہوتی ہے کہ یہ عالم کون و فساد بغیر کسی صانع اور خالق کے نہیں۔ چنانچہ افریقہ کا ایک وحشی جس کے خیالات ربوٹ (Ribot) کی کتاب "نفسیات جذبات" میں منقول ہیں۔ اس بارہ میں اپنے عجز کا اس طرح اظہار کرتا ہے کہ:-

میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ ستاروں کو کس نے اپنے ہاتھ سے بنایا؟ وہ کس ستون پر قائم ہیں؟ دریا کے پانی کو دیکھو کبھی نہیں تھمتا ہے --- چلا جاتا ہے --- صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اس کا یہی کام ہے۔ اسے کون بہا رہا ہے؟ بادلوں ہی کو دیکھو کہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ کبھی کبھی پانی برسا جاتے ہیں۔ آخر وہ کہاں سے آتے ہیں؟ انہیں کون بھیجتا ہے؟ ہمارے بیچاری تو پانی برسا نہیں سکتے اس لئے کہ میں نے کبھی ان کو آسمان پر جاتے نہیں دیکھا پھر آخر کون برساتا ہے؟ میں ہوا کو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن آخر وہ کیا چیز ہے؟ اسے کون چلاتا ہے؟ سوالات کے جواب دل سے پا کر میں نے اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا۔

یعنی دوسرے الفاظ میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اس کائنات کا کوئی صانع ضرور ہے۔ جسکو وہ اپنی عقل نارسا کے ذریعہ معلوم نہیں کر سکتا۔

اسی طرح دورِ حاضر کا مشہور فلاسفر کانٹ سائنس دانوں کے ذرہ ذرہ عالم کے متعلق نہایت گہری تحقیقات کے مطالعہ کے بعد لکھتا ہے۔

"It is unquestionally necessary to be ---- convinced of God's existance but it is not quite so necessary to demonstrate it."

یہ اقرار کرنا کہ خدا ہے ایک ضروری اور قطعی امر ہے۔ مگر یہ کہ اس کی ذات اور اس کی ہستی کی حقیقت اور تعریف بیان کی جا سکے ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ یعنی --- کانٹ بھی اس وحشی کی طرح انسانی عقل کی کوتاہی کا اعتراف کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرتا ہے غرض مجرّد عقل انسانی رہبری سے قاصر ہے۔ اس لئے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے روحانی قویٰ عطا فرمائے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

چونکہ انسان اس مطلب کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو شناخت کرے۔ اور اس کی ذات و صفات پر ایمان لانے کے لئے یقین کے درجہ تک پہنچ سکے اس لئے خدا تعالیٰ نے انسانی دماغ کی بناوٹ کچھ ایسی رکھی ہے ایک طرف تو معقولی طور پر ایسی قوتیں اس کو عطا کی گئی ہے جس کے ذریعے سے انسان مصنوعات باری تعالیٰ پر نظر کر کے اور ذرہ ذرہ میں جو جو حکمت کاملہ حضرت باری عزّ اسمہٗ کے نقوش لطیفہ موجود ہیں۔ اور جو کچھ ترکیب ابلغ اور محکم نظام عالم میں پائی جاتی ہے۔ اس سے کنہہ تک پہنچ کر پوری بصیرت سے اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ اتنا بڑا کارخانہ زمین و آسمان بغیر صانع کے خود بخود موجود نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اس کا کوئی صانع ہو پھر دوسری طرف روحانی حواس اور روحانی قوتیں اسکو عطا کی گئی ہیں۔ تا وہ قصور اور کمی جو خدا تعالیٰ کی معرفت میں معقولی قوتوں سے رہ جاتی ہے۔ اس کو پورا کریں۔

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق روحانی شہادت کے طور پر قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ
مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا
اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ

(سورتِ اعراف)

یعنی اگرچہ پروردگار عالم نے انسانی نسل کی افزائش نطفہ کے ذریعہ کی لیکن انسانی روح میں اصل حقیقت کا علم کر دیا چنانچہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۹ پر)

سوال — و — جواب

از مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

ایک صاحب نے چند مسائل دریافت کئے ہیں وہ مسائل مع جوابات پیشِ خدمت ہیں

سوال: دن میں تین اوقات میں نماز منع ہے۔ سورج نکلتے وقت۔ سورج غروب ہوتے وقت۔ اور جب سورج سر پر ہو۔ کیا ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب: آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ عن عقبۃ بن عامر قال ثلاثۃ اوقات نھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نصلی وان نقبر فیھا موتانا عند طلوع الشمس حتی ترتفع وعند زوالھا حتی تزول وحین تضیف للغروب حتی تغرب (ہدایہ جلد اول کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۵۵)

یعنی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا کہ تین اوقات میں نہ نماز ادا کریں اور نہ نماز جنازہ ادا کریں۔ (البتہ دفن منع نہیں)
۱۔ سورج نکلتے وقت ۲۔ جب سورج عین سر پر ہو ۳۔ جب سورج غروب ہو رہا ہو

ان ممنوعہ اوقات میں نماز جنازہ جائز نہیں البتہ دفن میت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں جو الفاظ ہیں کہ ان نقبر فیھا موتانا اس کی تشریح اماموں نے بھی کی ہے کہ اس سے مراد نماز جنازہ ہے۔

سوال: بعد نماز عصر سے مغرب تک کوئی نماز نہیں۔ مگر کیا نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: ہاں نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ ویکرہ ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب ولا باس بان یصلی فی ھذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوۃ ویصلی علی الجنازۃ (ہدایہ جلد اول کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۱۵۶)

یعنی بعد الفجر سورج نکلنے سے پہلے پہلے اور بعد العصر سورج غروب ہونے تک نماز مکروہ ہے۔ البتہ ان دونوں وقتوں میں فوت شدہ نمازیں، سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ ہو سکتی ہے۔

سوال: بارہ بجکر بیس منٹ پر نماز ظہر سے پہلے کیا نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: بارہ بجکر بیس منٹ پر کوئی معیار نہیں ہو سکتا۔ ...... معیار وہی ہے جس کا ذکر اوپر حدیثوں میں گذر چکا ہے۔ بات صاف ہے اگر زوالِ آفتاب نہیں ہوا اور سورج سر پر ہونے کے سبب ممنوعہ وقت ہے تو نماز جنازہ نہیں ہو سکتی۔ اگر زوالِ آفتاب ہو گیا ہے تو نماز جنازہ ہو سکتی ہے۔

سوال: بچہ پیدا ہوتے ہی فوت ہو گیا تو کیا اس کی نماز جنازہ ہے؟ نہ اس نومولود کا نام رکھا گیا نہ کچھ

جواب: اس بارہ میں حدیث شریف میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ فرمایا اذا استھل المولود صلی علیہ وان لم یستھل لم یصل علیہ۔ (ہدایہ جلد اول کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۱۳۹)

یعنی جب بچہ پیدا ہونے کے بعد چیخے چلائے اور آواز نکالے پھر فوت ہو جائے تو نماز جنازہ پڑھی جائے اور اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد آواز نہ نکالے تو اس پر نماز جنازہ نہیں

رؤیا کی اہمیت اور حقیقت

بقیہ صفحہ ۵

اور اسے حکمت کی امثال الہام کرتا ہے کیونکہ ہر ایک چیز کی ایک منظومہ مثال ہوتی ہے

۴۔ رویائے مزموزہ

یعنی جن خوابوں میں کنایۃً اشارہ ہے اور یہ خوابیں ارواح کی طرف سے ہوتی ہیں اور اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی انسان خواب میں دیکھے کہ کوئی فرشتہ اسے کہہ رہا ہے کہ تمہاری بیوی تم کو زہر تمہارے دوست کے ذریعہ سے پلوانا چاہتی ہے۔ اس خواب سے اس کو ایک اشارہ مل گیا کہ اس کے دوست نے اس کی بیوی سے بدفعلی کی ہے۔ کیونکہ اس کی رؤیا بتاتی ہے کہ جس طرح زہر مخفی ہے اسی طرح یہ بدفعلی بھی ظاہر نہیں ہوا۔

۵۔ وہ رؤیا جو مشاہدہ کے بعد سچی ثابت ہوتی ہے۔ یعنی شر کا پہلو خیر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور خیر کا پہلو شر کی صورت میں جیسے وہ دیکھے کہ وہ مسجد میں طنبورہ بجا رہا ہے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ وہ اپنی بدکرداریوں اور بدیوں سے تائب ہوگا۔ اور اس کو شہرت نصیب ہوگی۔ یا کوئی شخص دیکھے کہ وہ حمام میں قرآن پڑھ رہا ہے اس سے یہ مراد ہوگی کہ اس کی بدکرداری کی شہرت ہوگی۔ کیونکہ حمام ننگے ظاہر ہونے کی جگہ ہے۔ اور اس میں فرشتے داخل نہیں ہو سکتے جیسے شیطان مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔

✣ ✣ ✣

وجودِ باری تعالیٰ اور فطرت صحیحہ

بقیہ صفحہ

... جب ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں تو وہ پکار اٹھتے ہیں کہ بے شک تو ہی ہمارا پروردگار ہے۔ ہم اس امر کے گواہ ہیں۔ یہ پہچان اس لئے رکھی ہے تا روزِ قیامت تم فر نہ رہے۔ کہ ہم تو اس حقیقت سے بے خبر تھے۔

چنانچہ جب انسان کا دل و دماغ عقلی سراب اور نفسانی تاثرات سے جدا رہے۔ اور وہ مخلی بالطبع ہو کر غور کرے تو پھر انسان کی روح خدا تعالےٰ کی ہستی کا ایسے یقین کے ساتھ اقرار کرتی ہے کہ جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ ایسا پُر کیف اور قوی جذبہ ہے کہ اس سے دل و دماغ بھی سرشار ہو کر اپنے حقیقی مالک کے آستانہ الوہیت پر سربسجود ہو جاتے ہیں۔ اور اس صداقت کا ساتھ دیتے ہیں جو کہ جبلّی طور پر ہماری روح میں موجود ہے۔ حتیٰ کہ عقلِ انسانی میں ایسا نور بستا ہے کہ اس کو ذرّہ ذرّہ عالم میں حضرت باری عزّ اسمہ کی شان اور بے انتہا حکمتیں دکھائی دیتی ہیں۔ اور ہر منظر میں ان کا جلوہ نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کہ کامل طور پر اس فطرتی جذبہ سے سرشار تھے اس کیفیت کو نہایت ہی بلیغ اور سچے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا
اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا
تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

مذکورہ بالا قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنی میں نے روحوں کو کہا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ ان آیات میں خدا تعالےٰ نے قصّہ کے رنگ میں روحوں کی اس خاصیت کو بیان فرماتا ہے جو ان کی فطرت میں اس نے رکھی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی روح فطرت کی رو سے خدا تعالےٰ کا انکار نہیں کر سکتی۔ صرف منکروں کو خیال میں دلیل نہ ملنے کی وجہ سے انکار ہے۔ مگر باوجود اس انکار کے وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ ہر ایک حادث کے واسطے ایک محدث ہوتا ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی نادان نہیں کہ اگر بدن میں کوئی بیماری ظاہر ہو تو وہ اس بات پر اصرار کریں کہ درپردہ اس بیماری کے کوئی علت نہیں۔ اگر یہ سلسلہ دنیا کا علل اور معلول سے مربوط نہ ہوتا تو قبل از وقت یہ بتا دینا کہ فلاں تاریخ کو طوفان آئے گا یا آندھی آئے گی یا خسوف ہوگا یا کسوف ہوگا۔ یا فلاں وقت تک ایک بیمار مر جائے گا یا فلاں وقت تک ایک بیماری کے ساتھ فلاں بیماری لاحق ہو جائے گی۔ یہ تمام باتیں ناممکن ہیں۔ پس ایسا محقق اگرچہ خدا کے وجود کا اقرار نہیں کرتا مگر ایک طرح سے اس نے اقرار کر ہی دیا کہ وہ بھی ہماری طرح معلولات کے لئے علت کی تلاش میں ہے۔ پس یہ بھی ایک قسم کا اقرار ہے اگرچہ کامل اقرار نہیں۔ ماسوا اس کے اگر کسی ترکیب سے ایک منکرِ وجود باری کو ایسے طور سے بے ہوش کیا جائے کہ وہ اس سفلی زندگی کے خیالات سے بالکل الگ ہو کر اور تمام ارادوں سے معطل رہ کر اعلیٰ ہستی کے قبضہ میں ہو جائے تو وہ اس صورت میں خدا تعالےٰ کے وجود کا اقرار کرے گا انکار نہیں کرے گا۔ جیسا کہ یہ بڑے بڑے تجربہ کاروں کا تجربہ شاہد ہے۔ سو ایسی حالت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ انکارِ وجود باری تعالےٰ صرف سفلی زندگی تک ہے ورنہ اصل فطرت میں اقرار بھرا ہوا ہے +

درویش فنڈ

درویش فنڈ کی مد میں خاص کمی واقع ہو جانے کی وجہ سے نظارت ہذا کی طرف سے تمام ایسے بھائیوں کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے یاددہانیاں بھجوائی جا چکی ہیں جنہوں نے درویش فنڈ کے لئے ماہانہ وعدے کر رکھے ہیں۔

ان تمام بھائیوں سے درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر جلد اس طرف توجہ فرمائیں اور جس خلوص و محبت کے ساتھ انہوں نے وعدے فرمائے تھے اسی خلوص و محبت کے ساتھ ان کو پورا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام بھائیوں کو ایفائے وعدہ کی توفیق بخشے آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

نتیجہ امتحان ناصرات الاحمدیہ بھارت

(کتاب "یاد رکھنے کی باتیں" "مختصر تاریخ احمدیت" "راہ ایمان")

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے ہر سال بچیوں کی دینی تعلیم کے پیش نظر بچوں کے لئے جو کتب شائع ہو چکی ہیں، مقرر کردہ نصاب کے ماتحت امتحان لیا جاتا ہے۔ اس سال بھی مقرر کردہ نصاب کے تحت تینوں گروپس کی بچیاں عمر کے مطابق امتحان میں شامل ہوئیں گروپ I میں ۵۴ لڑکیاں شامل ہوئیں جن میں سے ۳۹ پاس ہوئیں۔ گروپ II میں ۴۱ لڑکیاں شامل ہوئیں جس میں سے ۴۰ پاس ہوئیں۔ اور چھوٹے گروپ میں ۱۱۴ لڑکیاں شامل ہوئیں جس میں سے ۱۰۳ پاس ہوئیں

گروپ نمبر I میں تمام جگہوں کی ناصرات میں ظہیرہ بدر قادیان ۹۳/۱۰۰ اور امۃ الکریم کوکب قادیان ۹۳/۱۰۰ نمبر لے کر اول نصرت بیگم قادیان ۸۷/۱۰۰ نمبر لیکر دوم اور ناصرہ بیگم ڈوگر قادیان ۸۵/۱۰۰ نمبر لے کر سوم آئیں۔ گروپ نمبر II میں سلطانہ بیگم سکندرآباد ۴۸/۵۰ نمبر لیکر اول امۃ القدوس قادیان ۴۵/۵۰ نمبر لے کر دوم اور نسرین بیگم بنگلور ۴۴½/۵۰ نمبر لے کر سوم آئیں۔

چھوٹے گروپ کا چونکہ ہر جگہ زبانی الگ الگ ممتحن نے امتحان لیا اس لئے ہر جگہ کی اول، دوم، سوم آنے والی بچیوں کو انعامات بھجوائے جائیں گے اور گروپ نمبر ۲ اور ۱ کی تمام ناصرات کا آپس میں مقابلہ کیا گیا ہے۔ بچیوں کو سندات اور انعامات انشاء اللہ جلد بھجوا دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ سب بچیوں کے لئے یہ کامیابی مبارک کرے اور آئندہ دینی کتب کے امتحانات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(امۃ القدوس صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

گروپ نمبر I (۱۳ تا ۱۵ سال تک)

قادیان

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۱	امۃ الکریم کوکب **اوّل**	۹۳
۲	ساجدہ رحمٰن	۸۲
۳	مبشرہ بیگم	۶۴
۴	ناصرہ بدر	۴۴
۵	عائشہ سلطانہ	۸۲
۶	سلیمہ بیگم	۶۲
۷	بشریٰ عابدتہ	۶۰
۸	نسیم اختر (محمد حسین)	۴۶
۹	نصرت بیگم **دوم**	۸۷
۱۰	امۃ اللطیف	۸۲
۱۱	امۃ الکریم	۴۵
۱۲	ریحانہ	۳۵
۱۳	دردانہ	۶۰
۱۴	امۃ الباسط	۶۶
۱۵	جمیلہ خاتون	۴۱
۱۶	نصرت پروین	۴۱
۱۷	امۃ العزیز	۵۵
۱۸	بشریٰ (اعظم حسین)	۴۶
۱۹	بشریٰ (دین محمدؐ)	۴۳
۲۰	شکیلہ پروین	۴۱
۲۱	امۃ النصیر سلطانہ	۶۳
۲۲	رشیدہ سلطانہ	۷۰
۲۳	ناصرہ بیگم ڈوگر **سوم**	۸۵
۲۴	ظہیرہ بدر **اوّل**	۹۳
۲۵	ضمیر النساء	۷۱
۲۶	ساجدہ ثریا	۵۵
۲۷	فاطمہ زہرہ	۷۶
۲۸	ناصرہ سلطانہ	۳۳
۲۹	امۃ النصیر منصورہ	۴۲
۳۰	امۃ الرفیق	۴۶
۳۱	امۃ الوحید	۴۶

یادگیر

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۳۲	امۃ العزیز	۵۵
۳۳	آمنہ صدیقہ	۶۱
۳۴	صالحہ پروین	۵۲
۳۵	سراج النساء	۶۳
۳۶	صبیحہ بیگم	۵۰
۳۷	سہیلہ طیبہ	۷۲

حیدرآباد

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۳۸	یاسمین فاطمہ	۳۳

کلکتہ

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۳۹	عائشہ سلطانہ	۴۱

گروپ II (عمر گیارہ بارہ سال) (کل نمبر ۵۰)

قادیان

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۱	شمیم اختر	۱۸
۲	فردوس بیگم	۲۸
۳	شمیم اختر	۲۱
۴	مبارکہ طیبہ	۱۷
۵	ناصرہ پروین	۲۰
۶	طاہرہ صدیقہ	۳۰
۷	امۃ الرشید	۲۷
۸	امۃ القدوس (صادق نگلی) **دوم**	۴۵
۹	نصرت سلطانہ	۳۷
۱۰	رفعت سلطانہ	۳۵
۱۱	رفعت ہاشمی	۲۷
۱۲	امۃ الکریم کوثر	۴۴
۱۳	عقیلہ عفّت	۲۷
۱۴	امۃ العزیز	۲۳
۱۵	امۃ المجید	۲۲
۱۶	طلعت بشریٰ	۳۷
۱۷	مبارکہ شاہین	۱۷
۱۸	نادرہ نسرین	۱۷
۱۹	شاہدہ سلطانہ	۳۲
۲۰	منصورہ بدر	۲۰
۲۱	امۃ المؤمن	۱۷

حیدرآباد

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۲۲	ساجدہ نسرین	۲۲
۲۳	بشریٰ نسرین	۲۳
۲۴	انیسہ فاطمہ	۲۵
۲۵	قدسیہ بیگم	۱۷
۲۶	سعیدہ حور	۱۸
۲۷	سعیدہ نور	۲۱
۲۸	زکیہ سلطانہ	۱۹
۲۹	امۃ الحی تحسین	۳۵

سکندرآباد

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۳۰	زبیدہ بانو	۳۹½
۳۱	محمودہ بیگم	۴۰
۳۲	فرحت بانو	۳۸
۳۳	اختر سلطانہ	۲۳
۳۴	قمر النساء	۳۶½
۳۵	سلطانہ بیگم **اوّل**	۴۸

شیموگہ

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۳۶	سیّدہ فضل النّساء	۳۷

کلکتہ

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۳۷	نصرت جہاں قیصر	۲۰

بنگلور

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۳۸	یاسمین سلطانہ	۴۰
۳۹	نسرین بیگم **سوم**	۴۴½
۴۰	عابدہ بیگم	۳۹

گروپ III (عمر ۸ سے ۱۰ سال) (کل نمبر ۵۰)

قادیان

نمبر شمار	نام	نمبر حاصل کردہ
۱	امۃ الرؤف **اوّل**	۴۷
۲	منصورہ عصمت	۳۳
۳	نعیمہ بشریٰ	۴۰
۴	فرحت جہاں	۳۷
۵	امۃ الحفیظ	۳۲
۶	شمیم اختر	۴۲
۷	امۃ الرشید	۲۷
۸	امۃ الہادی	۳۷
۹	حمیدہ نصرت	۴۲
۱۰	امۃ الکریم	۳۸
۱۱	شاہینہ نازنین	۳۵
۱۲	نصیر النساء	۴۲
۱۳	ناصرہ (ظہور احمد)	۴۴
۱۴	نعیمہ ساجدہ	۲۵
۱۵	ذاکیہ بیگم	۲۴
۱۶	ناصرہ احمد حسین	۴۰
۱۷	زینت النساء	۳۲
۱۸	فرخندہ بیگم **دوم**	۴۴
۱۹	طاہرہ مبارکہ حبیبہ	۴۲
۲۰	ریحانہ متین	۱۷
۲۱	امۃ القدیر شاکرہ	۳۷
۲۲	امۃ النصیر حبیبہ	۲۵
۲۳	ناصرہ بیگم حافظ آبادی	۳۸
۲۴	سعیدہ بیگم	۲۷
۲۵	ذاکرہ بیگم	۳۹
۲۶	صالحہ بیگم	۳۲
۲۷	امۃ الشکور	۴۲
۲۸	نزہت طیبہ	۳۹
۲۹	منیرہ خاتون	۳۹
۳۰	امۃ المجید	۳۸
۳۱	سہیلہ شہناز	۲۳
۳۲	عائشہ بیگم	۳۹
۳۳	شوکت النساء	۲۹
۳۴	امۃ النصیر اختر	۴۶
۳۵	زینب نسرین	۳۸
۳۶	راشدہ پروین	۲۶
۳۷	بشریٰ پروین	۲۷
۳۸	امۃ المجید (یوسف صاحب)	۳۶
۳۹	مریم صدیقہ	۴۲
۴۰	رشدہ رحمان	۳۸
۴۱	امۃ الوہاب	۲۶
۴۲	بشریٰ رقیہ	۱۷
۴۳	قمر النساء	۳۹
۴۴	طارقہ سلطانہ	۳۲
۴۵	حلیمہ زمرّد	۴۰
۴۶	فریدہ بلوچی	۴۰
۴۷	بشریٰ ربّانی	۲۰
۴۸	نصیرہ سلطانہ	۳۰
۴۹	امۃ الشکور	۳۴

(مسلسل صفحہ ۱۱ پر)

۵۰۔ امۃ الحفیظ	۲۷	
۵۱۔ امۃ الودود وحید	۱۸	
۵۲۔ سلیمہ مبارکہ	۱۷	
۵۳۔ امۃ الحی	۳۹	
۵۴۔ بشریٰ نصرت	۱۷	
۵۵۔ امۃ الحفیظ	۲۳	
۵۶۔ تسنیمہ صادقہ	۲۲	
۵۷۔ تسنیم النساء	۲۲	
۵۸۔ صادقہ بیگم	۱۷	

کلکتہ:۔

۵۹۔ تسنیم کوثر	۳۳	
۶۰۔ دُرِّ ثمین	۳۸	سوئم
۶۱۔ روبینہ انجم	۳۶	
۶۲۔ بشریٰ احمد	۴۷	اوّل
۶۳۔ ناصرہ بیگم	۴۰	دوئم

شموگہ:۔

۶۴۔ سیدہ بدر النساء	۳۶	اوّل
۶۵۔ سیدہ قمر النساء	۲۹	
۶۶۔ مسرت جہاں	۳۶	اوّل
۶۷۔ بشریٰ بیگم	۳۵	دوئم
۶۸۔ کوثر بیگم	۲۲	
۶۹۔ صغریٰ بیگم	۲۳	

حیدرآباد:۔

۷۰۔ فہمیدہ بانو	۲۹	
۷۱۔ عالیہ بیگم	۲۲	
۷۲۔ امۃ القیوم	۴۰	دوئم
۷۳۔ عظمت پروین	۴۰	دوئم
۷۴۔ رفیعہ بیگم	۲۷	
۷۵۔ سلیمہ صادقہ	۴۱	اوّل

سکندرآباد:۔

۷۶۔ عطیہ سلطانہ	۴۳½	دوئم
۷۷۔ فرخ دردانہ	۴۴	اوّل
۷۸۔ امۃ الحفیظ	۴۳½	دوئم
۷۹۔ امۃ المتین	۳۹	
۸۰۔ رقیہ	۳۹	
۸۱۔ زینت ریحانہ	۳۳	
۸۲۔ نزہت	۲۹	

یادگیر:۔

۸۳۔ امۃ القدوس	۵۰	اوّل
۸۴۔ صالحہ بیگم	۴۶	سوئم
۸۵۔ بشیرہ بیگم	۴۳	
۸۶۔ منیرہ بیگم	۴۳	
۸۷۔ آمنہ بیگم	۴۷	دوئم
۸۸۔ قدوس بیگم	۳۶	
۸۹۔ نصیر بیگم	۳۸	
۹۰۔ رحمت النساء	۳۵	
۹۱۔ عائشہ بیگم	۳۴	
۹۲۔ رشیدہ بیگم	۳۳	
۹۳۔ ممتاز بیگم	۳۳	
۹۴۔ نسیمہ بیگم	۳۳	
۹۵۔ زلیخہ بیگم	۲۶	

مدراس:۔

۹۶۔ سیما	۴۱	سوئم
۹۷۔ عشرت جہاں	۴۳	اوّل
۹۸۔ مجیدہ بیگم	۳۸	
۹۹۔ رشیدہ بیگم	۴۲	دوئم
۱۰۰۔ وحیدہ عسر	۴۰	
۱۰۱۔ فریدہ بیگم	۴۱	سوئم
۱۰۲۔ رشیدہ عمر	۳۵	

بنگلور:۔

۱۰۳۔ طاہرہ تبسم	۴۳	اوّل

اداریہ ــــ بقیہ صفحہ (۲)

تھے جن کا پورا ہونا بھی ایک پہلو سے اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا روشن نشان ہی ہے۔ اور موجودہ زوال کی حالت سے نکل کر پھر سے ترقی پانا خدائی تقدیروں میں سے ایک بڑی تقدیر ہے۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ مگر اسلام کی نسبت ان وعدوں کا تخلّف ممکن نہیں!!

پس فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ کا ذریعہ ہی واحد حتمی ذریعہ ہے مسلمانوں کو موجودہ زوال پذیر صورت حال سے نکل آنے کا۔ مسلمان اگر سمجھیں تو عافیت کا یہی حصار ہے اس حصار سے دُور چلے جانے کے سبب مسلمان عبرتناک تباہیوں اور بربادیوں کا نشانہ بنے!!

جس کسی نے بھی مخلص بالطبع ہو کر اس بربادی کے اصل سبب کو معلوم کرنا چاہا ہے وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچا ہے۔ چنانچہ حال میں جب پاکستان کا مشرقی حصہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو اسلامک سیکرٹیریٹ کے جنرل سیکرٹری تنکو عبد الرحمن نے جو کرنل قذافی کی دعوت پر لیبیا گئے ہوئے تھے ۔۔ جنوری ۱۹۷۲ء کو ایک بیان میں کہا:۔

"مشرقی بنگال میں اور پاکستان میں مسلمانوں کو جس شکست کا سامنا ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اسلامی تعلیمات کی جو خلاف ورزی کر رہے ہیں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں سبق دینا چاہتا ہے"

آپ نے کہا:۔

"ایک عرصہ سے حالات مسلمانوں کے لئے ناموافق ہیں۔ انہیں دیکھ کر مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ انہیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے"

اسی سے ملتا جلتا وہ بیان تھا جو مراکش کے شاہ حسن نے ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل تصادم کے بعد عربوں کی عبرتناک شکست پر دیا۔ اور ابھی دو تین ہفتے کی بات ہے، جماعت اسلامی کے سربراہ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے عید الاضحیہ کے روز ۲۷ جنوری ۱۹۷۲ء کو مسلمانوں سے کہا کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کو دور کرنے کے لئے کوشش کی جانی چاہیئے"

خیالات میں اس طرح کی تبدیلی اگرچہ اسی جھنجھوڑنے کا نتیجہ ہے۔ تاہم یہ صورتِ حال ایک اچھی علامت ہے۔ بشرطیکہ زبانی بیانات کے بعد عمل کے میدان میں بھی اس کے اثرات مترتب ہوں۔ اور دلوں میں زندہ ایمان کا ایسا شجرہ رونما ہو جس سے افرادِ امّت کی کایا پلٹ جائے۔ اور ایسا ایمان اسی وقت ممکن ہے جب مامورِ وقت الامام المہدی کے ساتھ روحانی تعلق پیدا ہو اور دل سے سفلی دنیا کی محبت ختم ہو کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت قائم ہو جائے۔ خدا کرے کہ مسلمانوں میں روحانی لحاظ سے ایسی انقلابی کیفیت جلد پیدا ہو۔ یقیناً یہی وہ وقت ہوگا جب مسلمانوں کے قدم زوال کی بجائے عروج اور سربلندی کی طرف اٹھ رہے ہوں گے ــــ!!

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ!!

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیجئے

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23-1652 23-5222

جلسہ سالانہ قادیان

۱۔ مستورات بھی جلسہ سالانہ پر شرکت کے لئے ضرور تشریف لائیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اب حالات نارمل ہیں۔ البتہ موسم سردی کا ہے جیسے دسمبر کے مہینہ میں ہوتا ہے اس لئے اسی کے مناسب حال گرم کپڑے اور بستر ضرور ہمراہ لائیں۔

۲۔ جن مبلغین کو نظارت کی طرف سے باری پر بلایا جا رہا ہے اُن کے علاوہ دیگر مبلغین اپنے خرچ پر جلسہ سالانہ قادیان میں شریک ہو سکتے ہیں۔ یہ ایام آن ڈیوٹی ہونگے مگر حسب سابق خرچ اُن کا اپنا ہوگا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

تشنہ بیٹھے ہو کنارے جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار

یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

ترجمہ:۔ "تجھے دُور دراز علاقوں سے امداد ملے گی اور تیرے پاس لوگ بکثرت آئیں گے۔" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا اسّیواں عظیم الشان جلسہ سالانہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دُنیا میں بھیجا گیا۔"
(الوصیّۃ)

بتاریخ ۲۰، ۲۱، ۲۲ تبلیغ ۱۳۵۱ ہش
فروری ۱۹۷۲ء
بروز: اتوار - پیر - منگل

تحقیقِ حق اور تعلیم اسلام و صداقت احمدیت معلوم کرنیکا بہترین اور نادر موقعہ

پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر

مقامِ اجتماع: محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

حضرت امام جماعت احمدیہ کے روح پرور پیغام کے علاوہ ذیل کے روحانی اور علمی موضوعات پر جماعت احمدیہ کے علماء دوران جلسہ خطاب فرمائیں گے

(۱) خدا تعالیٰ کی ہستی کا تصور اسلام میں (بمقابلہ دیگر ادیان)
(۲) انسانی زندگی کا مقصد اور اس کے حصول کے ذرائع۔
(۳) آج کے زمانہ میں مذہب کی ضرورت۔
(۴) موجودہ عالمی مسائل کا کامل حل اسلام میں۔
(۵) ہر انسان کی بنیادی ضروریات۔ تعلیم اسلام کی روشنی میں۔
(۶) مساوات انسانی۔ عدل و انصاف کے بارہ میں اسلامی تعلیم۔
(۷) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئیاں حالات حاضرہ سے متعلق۔
(۸) سلسلہ احمدیہ میں نظام خلافت (خلافت کی اہمیت حفاظت اور اسکی ضرورت)
(۹) بانیان مذاہب حضرت مرزا صاحبؑ کی نظر میں۔
(۱۰) غرباء، یتیموں اور عورتوں سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کا عمل
(۱۱) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی سیرت کے بعض نمایاں پہلو
(۱۲) مذہب اسلام حضرت گورو نانک جی کی نظر میں۔
(۱۳) انفاق فی سبیل اللہ (زکوٰۃ، لازمی چندہ جات، وصیت، نشر و اشاعت، درویش فنڈ)
(۱۴) صدائے افریقہ (شرف انسانیت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ افریقہ کی سابقہ حالت۔ وہاں پر سیاسی انقلابات اور احمدیت کے ذریعہ ان لوگوں کا شرف انسانیت سے آگاہ کرنے کے سامان اور ہمدردی اور خدمت خلق کے تحت جماعت احمدیہ کی مساعی۔

نوٹ:۔ (۱) بیرون ہند سے بھی زائرین کے تشریف لانے کی توقع ہے۔ (۲) جلسہ کے دوران میں کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۳) ہمارا جلسہ سالانہ خالص روحانی اور مذہبی جلسہ ہے۔ اس تقریب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ (۴) مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوگا البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ (۵) مردانہ جلسہ گاہ کا پروگرام زنانہ جلسہ گاہ میں سنایا جائیگا البتہ درمیانی دن عورتوں کا الگ پروگرام ہوگا۔

خاکسار:۔ مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) (بھارت)